جب تک چمن میں گُل رہے اور گُل میں بو رہے
سر سبز باغِ بادشہِ نیک خو رہے

ہشیار باش قبلۂ عالم کا ذکر ہے
دُھن مدح کی لگی رہے حالِ وضو رہے

تیری طرف خیال جو باندھا ہے باندھا ہے
ہم وہ نہیں کہ جس کی نظر چارسو رہے

عالم کی ہے حیات ترے دم قدم کے ساتھ
باقی رہے زمانہ جہاں تک کہ تُو رہے

ہو صَرف عمر شاہِ ہدیٰ کی جو مدح میں
لب پر اگر رہے تو یہی گفتگو رہے

جَلوے ہیں اِس قدر کہ کہیں اپنے حال پر
ممکن نہیں کہ چاند تیرے روبرو رہے

ہم جانیں اپنا نَیّرِ طالع چمکتا ہے
گر مہربان ہم پہ جو یہ ماہ رُو رہے

ہر شخص چاہتا ہے زمانے کے درمیاں
جاری تیری عطا صفتِ آب جو رہے

ہو جائیں مال و جان سے صدقے حضور پر
گر آرزو رہے تو یہی آرزو رہے

رہتے ہیں مست مدحِ شہِ دیں میں ساقیا
کیا دل کو شوقِ جام، خیالِ سبو رہے

ہے اجتماعؔ دولتِ دیدار کے لئے
انبوہ کیوں نہ صبح و مسا کو بکو رہے

اے دل فقط حمائلِ مدحِ شہِ زماں
تعویذ کے عوض ہمیں زیبِ گلو رہے

اخلاصؔ کی یہ عرض ہے تیری جناب میں
ہر باب میں الہٰی میری آبرو رہے

یہ عیدِ فطر یا اللہ مبارک ہو شہِ دیں کو
بجیں ڈیوڑھی پہ نقّارے ہمیشہ شادمانی کے
یہ مُرغانِ چمن بھی یک زباں قائل ہیں اے احمدؔ
شہِ دنیا و دیں عالی ہمم کی خوش بیانی کے